Mujalla Islami Fikr-o-Tahzeeb (MIFT)
Volume 4 Issue 1, Spring 2024
ISSN(P): 2790 8216 ISSN(E): 2790 8224
Homepage: https://journals.umt.edu.pk/index.php/mift

Article QR

عصر حاضر میں سیرت نبوی ﷺ کی روشنی میں بیوی کے حقوق

Title: **Rights of the wife in the light of the Prophet's biography in the present era**

Author (s): Zia-Ul-Mustafa Makki Al-Azhari [1], Ata Ul Mustafa[2]

Affiliation (s):
1 Sultan Sharif Ali Islamic University Brunei Darussalam, Pakistan.
2 National University of Modern Languages (NUML) Islamabad, Pakistan.

DOI: https://doi.org/10.32350/mift.41.08

History: Received: Jan 22, 2024, Revised: Mar 27, 2024, Accepted: April 13, 2024, Published: June 26, 2024

Citation: Al-Azhari, Zia-Ul-Mustafa Makki and Ata Ul Mustafa. "Rights of the wife in the light of the Prophet's biography in the present era ." *Mujalla Islami Fikr-o-Tahzeeb* 4, no. 1 (2024): 117–128. https://doi.org/10.32350/mift.41.08

Copyright: © The Authors

Licensing: This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

Conflict of Interest: Author(s) declared no conflict of interest

A publication of
Department of Islamic Thought and Civilization, School of Social Sciences and Humanities
University of Management and Technology, Lahore, Pakistan

عصر حاضر میں سیرت نبوی ﷺ کی روشنی میں بیوی کے حقوق

Rights of the wife in the light of the Prophet’s biography in the present era

Zia-Ul-Mustafa Makki Al-Azhari *

Sultan Sharif Ali Islamic University Brunei Darussalam, Pakistan.

Ata Ul Mustafa

National University of Modern Languages (NUML) Islamabad, Pakistan.

Abstract

The relation between husband and wife sustains and generates love, kindness, mercy, compassion and self-sacrifice. Husband and wife, particularly as father and mother, are two significant pillar upon whom the structure of the family rests. Allah Almighty declares some rights of wives and husbands upon each other which they have to fulfill for living a happy life. In this article, we will elaborate some rights of the wife according to Qur'an and particularly, in the light of life of the Holy Prophet (P.B.U.H). The rights of a wife regarding marriage, alimony, dower maintenance, divorce, inheritance etc. have been guaranteed by Islam. The wife is a responsibility that a Muslim must never neglect. In this matter, like in all others, the Holy Prophet (P.B.U.H) is an excellent example for all husbands. The article focuses on the beautiful aspects of His way of dealing with His wives, such as the Holy Prophet's kindness on them, the way He relaxed and had fun with them and justice exhibited in His interactions with His wives.

Keywords: rights, Husband, wife, significant pillar, alimony, sustains, generates, kindness

۱. تمہیدی کلمات

اسلام ایک جامع دین اور مکمل ضابطہ حیات ہے۔ جو ہر زمانہ میں زندگی کے ہر پہلو پر کو زیر بحث لاتا ہے، اور انسانی زندگی میں درپیش مسائل کا اچھا حل پیش کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج چودہ سو سال گزر جانے کے بعد بھی ہم اپنی زندگی کے ہر پہلو میں سیرت نبوی ﷺ سے ویسے ہی رہنمائی لے رہے ہیں جیسے اس زمانے میں صحابہ کرام لیا کرتے تھے۔ تمام اخلاقی اقدار ہمیں آپ کی سیرت سے مل جاتے ہیں خواہ ان کا تعلق عائلی زندگی سے ہو یا معاشرتی واجتماع زندگی سے۔ آپ ﷺ نے ان کو خود عملی جامہ پہنا کر ہمارے لئے تا قیام قیامت نمونہ بنا دیا۔ اللہ تعالی نے انسان کی تخلیق فرما کر اسے جائز ذرائع سے زندگی گزارنے کا حق دیا، اس کے تقاضوں میں اگر بھوک رکھی تو حلال ذرائع سے اسے پورا کرنے کا حکم فرمایا، اسی طرح شہوت کو پورا کرنے کیلئے نکاح کو حلال زریعہ بنایا۔ اور اس رشتے کو نبھانے کیلئے بیوی کے حقوق متعین فرمائے، جنہیں نبی اکرم ﷺ نے اکمل طریقے سے ادا فرما کر ہمارے لئے ہمیشہ کیلئے نمونہ بنایا۔ تا کہ کوئی بھی معاشرہ اخلاقی بیماریوں سے مبراء ہو کر ایک اچھی اور بہترین زندگی گزار سکے اور بہترین معاشرہ قائم ہو سکے۔ رحمت دو عالم ﷺ کی زندگی میں ہمیں حقوق کی پاسداری بھی ملتی ہے، عفو درگزر بھی ملتا ہے، تواضع وانکساری بھی ملتی ہے۔ قیادت کے اعلی اصول بھی آپ ﷺ کی ہی زندگی سے ملتے ہیں۔ چھوٹے بڑے اپنے پرائے سے حسن سلوک بھی آپ ﷺ کی حیات طیبہ سے ملتے ہیں۔ والدین، اپنی اولاد و اہل خانہ و بیوی کے ساتھ حسن معاشرت کے اصول بھی آپ نے بطور کامل انسان وضع فرمائے۔ اس لئے باری تعالی نے آپ کو اخلاق کے اعلی درجے پر فائز فرمایا۔

*Corresponding author: ١٩PO٢٠٦@unissa.bn

ارشاد ربانی ہے: ﴿وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾[1] ترجمہ: اور بے شک آپ عظیم الشان خلق پر قائم ہیں (یعنی آدابِ قرآنی سے مزین اور اَخلاقِ الٰہیہ سے متّصف ہیں)۔ اللہ رب العزت نے رحمت دوعالم ﷺ کو اخلاق کے اعلیٰ مقام پر فائز فرما کر آپؐ کی حیات طیبہ کو ہماری زندگی کے تمام پہلوؤں کے لیے نمونہ بنادیا. ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾[2] ترجمہ: فی الحقیقت تمہارے لیے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات) میں نہایت ہی حسین نمونہ (حیات) ہے۔ رحمت دوعالمؐ نے حسنِ اخلاق کے عظیم مقام پر فائز ہو کر نہ صرف انسانی زندگی سے متعلق اخلاق حسنہ کا ہر پہلو امت کے سامنے خود بنا کر پیش کیا۔ بلکہ اپنی بعثت کا مقصد بھی مکارم اخلاق کی تکمیل فرمایا۔ ارشاد نبویؐ ہے: **عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله إنما بعثت لأتمم مكارم الأخلاق** -[3] ترجمہ: میں تو اعلی اخلاق اقدار کو ہی مکمل کرنے کیلئے بھیجا گیا ہوں۔

انسانی معاشرت کے تمام پہلوؤں میں چاہے امن وسلامتی کی حالت ہو، یا حرب وقتال کی حالت، عائلی زندگی ہو یا معاشرتی حیات، گھر ہو یا باہر، رحمت دوعالم نے ہر جگہ اخلاقِ حسنہ کے اصول وضع فرمائے ہیں۔ جنگ میں عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا، بیوی، بچوں کے حقوق مرتب فرمائے اور خود ان حقوق پر عمل پیرا ہو کر اس دین کو دین اخلاق بنایا، جس سے اس کی جامعیت وہمہ گیریت واضح ہوتی ہے۔ اس لیے کہا جاتا ہے ''الدين هو المعاملة'' کہ دین اخلاق کے ساتھ تعامل کرنے کا نام ہے۔ کہ بھائی کے ساتھ کس طرح معاملہ کرنا ہے، والدین کے ساتھ معاملات کی نوعیت کیا ہونی چاہیے اور ہمسایوں، رشتہ داروں وغیرہ سے تعلقات کی بہترین صورت کیا ہے۔

دین اسلام میں عورت کے ساتھ جو سلوک رکھا گیا اور اسے جو حقوق دیئے گئے وہ آج تک کسی بھی معاشرے میں نہیں ملتے، عورت چاہے وہ ماں کی صورت میں ہو یا بیٹی کی صورت میں، بہن کی صورت میں ہو یا بیوی کی صورت میں، یا چاہے کوئی غیر اجنبی ہو ہر حال میں اسے تحفظ دیا، اس کی جان، مال وعزت کی حفاظت کی۔ ماں کے بارے میں ارشاد فرمایا: ﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ﴾[4] اور سورہ بنی اسرائیل میں ارشاد فرمایا: ﴿وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُل لَّهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا﴾[5] اور سیرت طیبہ سے یہ بھی ثابت ہے کہ سب سے زیادہ حسن سلوک کی حقدار ماں ہے۔ اور بیٹی کے بارے ارشاد نبوی ہے جسے سیدنا انس رضي الله عنہ وارضاھنے روایت کیا، فرماتے ہیں کہ: **قال رسول الله من عال جاريتين حتى تبلغا جاء يوم القيامةانا وهو كهاتين وضم اصابعه**۔[6] ترجمہ: رسول اللہ نے فرمایا: جس نے دو بچیوں کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ بالغ ہو گئیں، قیامت کے دن میں اور وہ ان انگلیوں کی طرح ہونگے، آپ نے دونون انگلیوں کو ملایا۔ اور بہن کے بارے

[1] القلم، ۶۸:۴

[2] الاحزاب، ۳۳:۲۱۔

[3] بیہقی، احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ، **السنن الکبری** (مکۃ المکرمۃ: مکتبہ دار الباز، ۱۴۱۴ھ، ۱۴۱۴ھ)، رقم: ۲۰۵۷۱، ۱۰:۱۹۱۔

[4] لقمان، ۳۱:۱۴۔

[5] بنی اسرائیل، ۱۷:۲۳۔

[6] مسلم بن الحجاج القشیری، **الجامع الصحیح** (بیروت: دار احیاء التراث العربی، ۱۳۷۴ھ)، رقم ۲۶۳۱۔

ارشاد باری تعالی ہے:﴿يُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ﴾[7] ترجمہ: اللہ تمہیں تمہاری اولاد (کی وراثت) کے بارے میں حکم دیتا ہے کہ لڑکے کے لئے دو لڑکیوں کے برابر حصہ ہے۔

۲. رحمت دو عالم ﷺ کی سیرت میں بیویوں کے حقوق

یہ اسلامی معاشرہ ہی ہے جو بہن کو اس کا میراث میں حق دیتا ہے، اللہ رب العزت نے بھائی کے مقابلہ میں بہن کا ایک مکمل حصہ وراثت میں متعین فرمایا، اور اس شخص کے بارے میں سخت وعید فرمائی جو اُس کے دیئے ہوئے اس نظام کی پیروی نہیں کرتا۔ اور اجنبی عورت کے حقوق ہمیں سیرت طیبہ میں جگہ جگہ ملتے ہیں کہ آپ نے دوران جنگ عورتوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا، اور ان سے حسن سلوک کرنا وغیرہ سیرت طیبہ سے ثابت ہے۔ رحمت دو عالم ﷺ نے اہل وعیال (بیوی بچوں) کے حقوق جو بیان کئے اگر آج اُمت اس کو نمونہ بنا کر اس پر عمل کرنا شروع کر دے تو کسی بھی گھر میں فتنہ وفساد نہ ہو۔ بلکہ ہر کسی کی زندگی میں امن وقرار اور سکون کی ضمانت دی جاسکتی ہے۔ آپ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ عدل وانصاف اور انس ومحبت فرما کر جو جامع نظام دیا وہ آج بھی اُمت کے لئے اسی طرح مفید ہے جیسے وہ کل تھا۔ حضور ﷺ نے خطبہ حجتہ الوداع میں ارشاد فرمایا، کہ میں تمھیں عورتوں سے اچھا سلوک کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ آپؐ جب کہیں سفر پر تشریف لے جاتے تو قرعہ اندازی فرما کر ازواج مطہرات کا انتخاب فرماتے۔ جس کا نام آجاتا وہ ساتھ لے جاتے تاکہ کسی کی دل آزاری نہ ہو۔ رات گزارنے کے معاملات میں سب کے حصے برابر تقسیم فرماتے تاکہ عدل وانصاف قائم رہ سکے۔ آپؐ نے عورت سے حسنِ سلوک کرنے کے لیے ایک جامع حدیث بیان فرمائی، ارشاد فرمایا کہ:

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ استوصوا بالنساء فإن المرأة خلقت من ضلع وإن أعوج شيء في الضلع أعلاه فإن ذهبت تقيمه كسرته وإن تركته لم يزل أعوج فاستوصوا بالنساء۔[8]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورتوں سے اچھا سلوک کرو کیونکہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور پسلی کا اوپر والا حصہ زیادہ ٹیڑھا ہوتا ہے۔ اگر تم اسے سیدھا کرنا چاہو گے تو توڑ ڈالو گے اور اگر چھوڑ دو گے تو ہمیشہ ٹیڑھی ہی رہے گی۔ پس عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے رہنا۔

ایک اور حدیث پاک میں ہے جس کی عبارت ہے یہ ہے: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الْمَرْأَةُ كَالضِّلَعِ إِنْ أَقَمْتَهَا كَسَرْتَهَا وَإِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَفِيهَا عِوَجٌ۔[9] حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورت پسلی کی مانند ہے۔ اگر اسے سیدھا کردیگا تو ٹوٹ جائے گی، اگر اسی طرح اس کے ساتھ فائدہ اٹھانا چاہو تو فائدہ اٹھا سکتے ہو ورنہ اس کے اندر ٹیڑھا پن موجود ہے۔

---

[7] النساء:۱۱۔

[8] بخاری، محمد بن اسماعیل، **الصحیح** (بیروت: دار ابن کثیر، الیمامہ، ۱۴۰۷ھ)، رقم: ۳۱۵۳، ۳: ۱۲۱۲۔

[9] ایضا، رقم: ۴۸۸۹، ۵: ۱۹۸۷،

اس باب میں ایک واقعہ سیرت طیبہ سے قارئین کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں جو اپنے اندر کئی معانی اور جامعیت رکھتا ہے۔ اور حقوق زوجیت اور بیوی سے حسنِ معاشرت پر دلالت کرتا ہے۔ بیوی کے ساتھ اونچ نیچ میں صبر و تحمل سے پیش آنے کی تاکید کرتا ہے۔ آج بھی یہ حدیث اُن لوگوں کے لیے نمونہ ہے جو بے صبری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اللہ رب العزت کے دیئے ہوئے حق طلاق کا استہزاء کرتے ہیں، اور عدم برداشت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے گھر کو اجاڑ دیتے ہیں، اور بعض اوقات طلاق کو بطور دھمکی دیتے ہیں، جس کے نتیجے میں آنے والی نسل اس کا عذاب جھیلتی ہے اور ان کے حقوق بھی پامال ہوتے ہیں جس سے بعض اوقات انسان اپنی عاقبت بھی خراب کر بیٹھتا ہے۔ رحمت دو عالمؐ نے جہاں طلاق کو مشروع وحلال فرمایا ہے وہاں یہ بھی آپ گاہی ارشادِ گرامی ہے **إنه ليس شيء من الحلال ابغض إلى الله من الطلاق**۔[10] ترجمہ: طلاق سے زیادہ اللہ کے نزدیک کوئی ناپسندیدہ چیز نہیں ہے۔

اگر انسان یہ سمجھ لے کہ طلاق ہی مسئلے کا حل نہیں ہے تو وہ معاملات میں حسنِ سلوک اور سرکارِ دو عالمؐ کی سیرت طیبہ کے پہلوؤں کو اپنا کر اپنی زندگی سدھار سکتا ہے۔ کیا بیوی کے علاوہ جب کسی اور شخص سے اختلاف ہوتا ہے تو کیا وہاں بھی اس کا حل طلاق ہی ہوتا ہے۔ نہیں بلکہ ان معاملات کو ہر ممکن کوشش کے ذریعے حل کیا جاتا ہے فریقین کو بٹھایا جاتا ہے ان کے درمیان صلح کروائی جاتی ہے، کثرت ازواج کے باوجود آپؐ نے اپنے اخلاق سے سب کو سنبھالا۔ اور آج کے معاشرے میں ایک بیوی سنبھالنا، اس کے حقوق پورے کرنا مشکل ہو جاتا ہے کیونکہ اس کی وجہ یہی ہے کہ ہم نے سیرت طیبہ کو چھوڑ کر جس میں ہمارے لیے رہنما اصول ہیں کسی اور طرح کی زندگی گزارنے میں مصروف ہو گئے ہیں۔

حدیث مبارکہ یوں ہے کہ آپؐ کسی زوجہ کے ہاں تشریف فرما تھے، اور ازواج مطہرات میں سے کسی کے ہاں سے کھانا آیا، تو آپؐ جس زوجہ مطہرہ کے ہاں تھے انہوں نے غیرت میں آکر ہاتھ مارا جس سے خادمہ کے ہاتھ سے وہ کھانا زمین پر گر گیا تو اس وقت عام انسان کے صبر کا عالم کیا ہوتا ہے۔ ہر شخص اس کا اندازہ اپنی ذاتی زندگی سے لگا سکتا ہے مگر رحمت دو عالمؐ نے اپنی سیرت طیبہ سے جو اخلاق سکھایا اس کی مثال کائنات میں نہیں ملتی۔ آپؐ نے اپنی زوجہ مطہرہ سے کچھ نہیں فرمایا بلکہ نیچے گرا ہوا کھانا اپنے ہاتھ سے جمع کرنا شروع فرمادیا، اور فرمایا: **غارت أمكم** "آپ کی ماں کو غیرت آگئی"۔ اس مقدمے سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ سیرت طیبہ کی روشنی میں بیوی کے حقوق پر کافی زور دیا گیا ہے اور اس پر رحمت دو عالمؐ نے خود عمل کر کے تا قیامِ قیامت تمام اُمت کے لیے سنت مبارکہ بنا دیا ہے۔ اب ہم آنے والی سطور میں سیرت طیبہ کی روشنی میں بیوی کے حقوق بیان کریں گے۔ اور وہ یہ ہیں: مالی حقوق، بدنی حقوق اور غیر مالی حقوق، جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

رحمت دو عالم ﷺ نے عورت کو (چاہے وہ بیوی کی صورت میں ہو یا بیٹی، بہن وماں کی صورت میں) حقوق دے کر اسے الگ تشخص دیا۔ اسے وراثت میں باقاعدہ حصہ دیا جبکہ کئی ادیان ایسے ہیں جن میں یہ حق مفقود ہیں۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ اسے جینے کا حق دیا۔ بعض ادیان میں میاں کے مرنے کے بعد بیوی کو زندہ جلایا جاتا تھا۔ مگر اسلام نے ان سب چیزوں کو حرام قرار دیا اور اسطرح وأد البنات (بچیوں کو زندہ درگور کرنا) جو کہ عرب کے اندر زمانہ جاہلیت میں ایک دستور تھا اسے اسلام نے حرام قرار دیا۔ اس طرح عورت کو ہر معاملہ میں مرد کے ساتھ حقوق دے کر ایک مثالی معاشرہ قائم کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ﴾[11] ترجمہ: اور دستور کے

---

[10] بیہقی، احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ، **السنن الصغری** (السعودیۃ: مکتبۃ الرشد، ۱۴۲۲ھ)، رقم: ۲۶۵۰، ۶:۳۱۶۔

[11] البقرہ، ۲:۲۲۸۔

مطابق عورتوں کے بھی مردوں پر اسی طرح حقوق ہیں جیسے مردوں کے عورتوں پر، البتہ مردوں کو ان پر فضیلت ہے۔ اسلام نے مردوں پر بیویوں کے کچھ حقوق مالی مرتب کیئے اور کچھ حقوق غیر مالی بھی ہیں۔ ان سب کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۲.۱ مالی حقوق

شریعت مطہرہ میں مرد پر کچھ مالی حقوق متعین کئے ہیں جو کہ بیوی کے بنیادی حقوق میں سے ہیں، جن کی تفصیل قران وسنت میں واضح مل جاتی ہے، سیرت طیبہ میں مالی حقوق میں جو چیزیں مرد پر فرض ہیں ان میں مہر، نفقہ اور رہائش شامل ہیں۔ جن کی الگ الگ تفصیل ہے جو کہ درج ذیل سطور میں پیش کی جائے گی۔

۲.۱.۱ مہر

مہر خاوند پر ایک مالی حق ہے، چاہے نکاح کے وقت اس کا ذکر کیا جائے یا نہ کیا جائے، اسے ہر حال میں ادا کرنا ہو گا۔ اس کے بارے میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: ﴿**وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً**﴾[۱۲] ترجمہ: اور عورتوں کو ان کے مہر خوش دلی سے ادا کیا کرو۔ اسی طرح سیرت طیبہ سے اس کی تاکید ملتی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مرد پر مہر کو لازم قرار دیا جو وہ عورت کو ہر حال میں دے گا، تاکہ اس حق کی ادائیگی میں خلل نا ہو۔ بیوی کے مالی حقوق میں سے تیسری اور آخری چیز نفقہ ہے، جو کہ خاوند کے ذمہ ہر حال میں ہوتی ہے اور اس کی تفصیل درج ذیل سطور میں پیش کی جاتی ہے۔

۲.۱.۲ نفقہ

نفقہ یعنی عورت پر معروف طریقے سے جو خرچ کیا جائے گا وہ اس کے بنیادی حقوق میں سے ہے جسے شریعت مطہرہ نے مرد پر فرض کیا ہے، جس میں عورت -بیوی- کے کھانے، پینے، پہننے اور بنیادی ضروریات کا خرچ شامل ہے، اور نفقہ کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿**وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ**﴾[۱۳]

ترجمہ: اور دودھ پلانے والی ماؤں کا کھانا اور پہننا دستور کے مطابق بچے کے باپ پر لازم ہے۔

رحمت دو عالم ﷺ نے اپنی سیرت سے ثابت کر کے بیوی کے نفقہ کو خاوند کے لیے سنت بنا دیا حتی کہ سیرت طیبہ سے یہ بھی ثابت ہے کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ ابو سفیان کی بیوی ھند بنت عتبہ نے جب ابو سفیان کے نفقہ کے بارے میں شکایت کی تو آپ ﷺ نے ایک اچھے طریقے سے جو اس کے لیے اور اسکے بیٹے کے لیے کافی ہو خاوند کے مال سے مال لینے کی اجازت دی۔ اور فرمایا: **خذی ما یکفیك وولدك بالمعروف**[۱۴] ترجمہ: جو تیرے لئے اور تیرے بچے کے لئے کافی ہو وہ اچھے طریقے سے لے لو۔

---

[۱۲] النساء، ۴:۴۔

[۱۳] البقرہ، ۲:۲۳۳۔

[۱۴] بخاری، محمد بن اسماعیل، **الصحیح**، ۳:۱۷۹۔

۲.۱.۳ رہائش

رہائش عورت کے بنیادی حقوق میں سے ہے جسے سیرت طیبہ میں کافی اہمیت دی گئی ہے، اور رہائش کے بارے میں ارشاد فرمایا: ﴿**أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنتُم مِّن وُجْدِكُمْ**﴾[۱۵] ترجمہ: تم اُن (مطلّقہ) عورتوں کو وہیں رکھو جہاں تم اپنی وسعت کے مطابق رہتے ہو۔ اسی طرح ایک جامع حدیث مبارکہ میں فرمایا:

> **اتقوا الله في النساء فإنكم أخذتموهن بأمانة الله واستحللتم فروجهن بكلمة الله وإن لكم عليهن أن لا يوطئن فرشكم أحدا تكرهونه فإن فعلن فاضربوهن ضربا غير مبرح ولهن عليكم رزقهن وكسوتهن بالمعروف**[۱۶]

> ترجمہ: لوگو اپنی بیویوں کے بارے اللہ سے ڈرو، تم نے ان کو اللہ کی امان کے ساتھ اپنے عقد میں لیا ہے، اور اللہ کے کلمہ و حکم سے وہ تمہارے لئے حلال ہوئیں ہیں، تمہارا ان پر حق ہے کہ بیویاں تمہارے گھر میں ایسے بندوں کو نا آنے دیں جنہیں تم ناپسند کرتے ہو، اور ان بیویوں کا تم مردوں پر حق ہے کہ مناسب طریقے سے ان کے نان ونفقہ و کپڑے کا آپ مرد بندوبست کریں۔

اس حدیث مبارکہ میں بڑے جامع انداز سے بیویوں کے حقوق متعین کئے گئے ہیں اور ان سے حسن سلوک کی تاکید کی گئی ہے، جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سیرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اس پر کتنا زور دیا گیا ہے اور اس کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔

۲.۲ بدنی حقوق

شادی کے بنیادی مقاصد میں جہاں حفظ نسل وعرض ہے وہاں اس کے تقاضے بھی سیرت رسول میں موجود ہیں، بستر کے حقوق اور حق مبیت بدنی حقوق میں اہمیت رکھتے ہیں جسے نبی اکرم ﷺ نے خود ادا فرما کے اسوہ حسنہ بنا دیا، ذیل میں ہم ان دو حقوق کو بیان کریں گے۔

۲.۲.۱ بستر کے حقوق

اسلام نے جس طرح بیوی کے مالی حقوق متعین فرمائے ہیں اسی طرح سیرت طیبہ ﷺ سے بیوی کے بدنی حقوق بھی ملتے ہیں، جنہیں جنسی حقوق بھی کہا جاسکتا ہے جو کہ جماع کی صورت میں ہے، اور اسی طرح حالت حیض میں بیوی سے دور رہنا بھی اس کے حقوق میں سے ہے، حائض عورت سے استمتاع کیا جاسکتا ہے مگر بستر کے حقوق ادا نہیں کئے جاسکتے۔

۲.۲.۲ حق مبیت

جیسا کہ بدنی حقوق میں ذکر کیا گیا کہ جماع کرنا بیوی کے حقوق میں سے ہے اسی طرح بیوی کے ساتھ رات گزارنا بھی اس کے بنیادی حقوق میں سے ہے جو کہ سیرت طیبہ ﷺ سے ثابت ہے، اس لئے حضور اکرم ﷺ نے تمام زوجات مطہرات کے لئے راتین تقسیم کی ہوئی تھیں تاکہ

---

[۱۵] الطلاق، ۶:۶۵۔

[۱۶] ابو داوود، سلیمان بن الاشعث، **السنن**، رقم الحدیث، ۱۹۰۵، (بیروت، دار الفکر) ۲:۱۸۵۔

کسی کے حقوق کی تلفی نا ہو اور سب کو حق بیت کا شرف عطاء فرماتے تھے۔ جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے کہ **وکان یقسم لکل امرأۃ منھن یومھا ولیلتھا۔**[17] آپ ﷺ ہر زوجہ میں اس کا دن اور رات تقسیم فرماتے۔(یعنی ہر زوجہ کے لیے ایک دن اور رات مقرر فرماتے۔اس سے یہ ثابت ہوا کہ رات گزارنا بیوی کے بنیادی حقوق میں سے ہے جو کہ سیرت رسول ﷺ سے ماخوذ ہے۔

۲ء۳. غیر مالی حقوق

سیرت نبوی ﷺ کا بغور مطالعہ کریں تو یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ آج بھی سیرت نبوی ﷺ کے وہ پہلو جنھیں آپ نے خود عملی جامہ پہنا کر بیوی کے حقوق وضع فرمائے ہمارے لیے ایک فلاحی و کامیاب معاشرہ قائم کرنے کے لئے بہترین نمونہ ہیں۔عدل و انصاف کرنا، حسن معاشرت، بیوی کو ضرر نہ پہنچانا وغیرہ جیسے حقوق ہمیں سیرت نبوی ﷺ سے عیاں نظر آتے ہیں۔ آپ ﷺ نے ہر قسم کے ظلم و ستم سے منع فر مایا۔ درج ذیل سطور میں ہم سیرت رسول ﷺ کی روشنی میں الگ الگ پہلو پر تفصیلی روشنی ڈالیں گے۔

۲ء۳ء۱. بیویوں سے عدل وانصاف

محبت ایک فطری تقاضا ہے، اگر ایک سے زائد بیویاں ہوں کسی ایک طرف میلان ہونا بعید از قیاس نہیں، مگر ان سب کے مابین عدل و انصا ف قائم رکھنا از حد ضروری ہے، تا کہ سب کو اپنا اپنا حق مل سکے۔ رحمت دو عالم ﷺ کی سیرت کا مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ بوجود کثرت زوجات مطہرات آپ نے اپنی تمام زوجات مطہرات سے عدل وانصاف کیا جیسا کہ حق بیت میں آپ نے راتوں کو تقسیم فرمایا۔ تا کہ ہر زوجہ اپنا حق حاصل کر سکے اس طرح نفقہ، کسوہ ورہائش وغیرہ میں تمام زوجات مطہرات میں برابری فرما کر قیامت تک کے لئے ہر عام وخاص کے لئے اسے سنت بنا دیا، اور آج وہ ہمارے لئے نمونہ ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں سیرت نبی ﷺ کی روشنی میں چند احادیث درج ذیل ہیں۔

عن عائشة قالت كان رسول الله ﷺ اذا أَرَادَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَاءِهِ فَأَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا مَعَهُ وَكَانَ يَقْسِمُ لِكُلِّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ يَوْمَهَا وَلَيْلَتَهَا۔[18]

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی ازواج مطہرات کے درمیان قرعہ ڈالتے کہ آپ کے ساتھ جانے کے لیے کس کا نام نکلتا ہے اور آپ نے ان کے درمیان ایک رات دن کی باری مقرر فرمائی ہوئی تھی۔

ایک اور روایت میں فرمایا؛ **وکان یقسم لکل امرأۃ منھن یومھا ولیلتھا۔**[19] آپ ﷺ ہر زوجہ میں اس کا دن اور رات تقسیم فرماتے۔(یعنی ہر زوجہ کے لیے ایک دن اور رات مقرر فرماتے۔ اس حدیث پاک سے ہمیں عدل و انصاف کی ایک عظیم الشان مثال ملتی ہے جو کہ ہر زمانے میں اپنی افادیت کا ثبوت دے رہی ہے، اس حدیث پاک سے یہ تربیت بھی حاصل ہوتی ہے کہ اگر کسی شخص کی ایک سے زائد بیویاں ہوں تو سفر میں کیسے اپنی بیویوں کے مابین عدل وانصاف کیا جائے۔ جیسے: عمرہ (حاضری حرمین شریفین) کا سفر یا کسی بزنس کے سلسلے میں سفر وغیرہ ہو تو عصر حاضر میں ہم سیرت رسول کے اس پہلو پر عمل کر کے کافی مسائل کا حل تلاش کر سکتے ہیں۔

---

[17] بخاری، محمد بن اسماعیل، **الصحیح**، رقم:۲۴۵۳، ۲:۹۱۶۔

[18] احمد بن حنبل، **المسند** (مصر: مؤسسۃ قرطبہ)، رقم:۲۴۹۰۳، ۶:۱۱۷۔

[19] بخاری، محمد بن اسماعیل، **الصحیح**، رقم:۲۴۵۳، ۲:۹۱۶۔

اور اسی طرح مرد کے حقوق میں سے یہ بھی ہے کہ اگر بیویاں ایک سے زائد ہوں تو اپنی بیویوں کے مابین دن اور رات برابر تقسیم کرے، یہ سیرت نبی سے ثابت ہے جیسا کہ اوپر حدیث میں اس کی مثال آچکی ہے۔ ایک اور حدیث پاک میں اس کی وضاحت ملتی ہے جسے سیدہ عائشہ صدیقہ روایت کرتی ہیں، فرماتی ہیں: **كان رسولُ اللهِ صلَّى اللهُ عليه وسلم لا يُفضِّلُ بعضنا على بعضٍ في القَسمِ، من مُكثه عِندنا۔**[20] حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اے بھانجے! رسول اللہ ﷺ ہم میں سے ایک کو دوسری پر ترجیح نہیں دیتے تھے۔ ہمارے پاس رہنے کی باریوں میں۔

اور اسی طرح اگر کوئی ہدیہ یا کھانے کی چیز پیش کی جاتی تو سب (ازواج) میں برابر تقسیم فرماتے۔ یہاں تک کہ ازواج میں برابری کی تقسیم کی وجہ سے بعض اوقات اپنے لیے ان سے کم حصہ رکھتے۔ چنانچہ امام احمد سیدنا انس سے روایت فرماتے ہیں۔

> **ان أم سليم بعثته إلى رسول الله ﷺ بقناع عليه رطب فجعل يقبض قبضته فيبعث بها إلى بعض أزواجه ويقبض القبضة فيبعث بها إلى بعض أزواجه ثم جلس فأكل بقيته أكل رجل يعلم انه يشتهيه۔**[21]
>
> ترجمہ: ام سلیم کی والدہ نے ام سلیم کو ایک برتن میں ترکھجور دے کر رحمت دوعالم ﷺ کی بارگاہ میں بھیجا تو آپ اس میں اپنا ہاتھ مبارک ڈالتے اور اس میں سے کھجور نکال کر ازواج میں سے زوجات مطہرات کو بھجواتے پھر جو کھجور بچ گئیں وہ خود تشریف فرما کر تناول فرمائیں۔

سیرت طیبہ کی روشنی میں ثابت ہے کہ ازواج کے درمیان زندگی کے ہر معاملے میں عدل وانصاف بہت ضروری ہے جیسا کہ عصر حاضر میں اگر کسی ایک بیوی کیلئے ہدیہ لیا جائے تو اسی طرح کا دوسری بیوی کیلئے لیا جائے، اور نان نفقے میں بھی اسی طرح برابری کا پہلو رکھا جائے جیسے اگر ایک بیوی کیلئے اچھا کھانا خریدا تو وہ دوسری کیلئے بھی ویسے خریدے، اور ایک بیوی کے ساتھ اگر باہر سے اچھا کھانا کھاتا ہے تو اسی طرح دوسری کو بھی اہمیت دے وغیرہ، اسی طرح سفر سے واپسی پر یا معمول میں اگر ایک بیوی کیلئے کپڑے خریدے تو دوسری کی ضروریات کا بھی برابری کی بنیاد پر خیال رکھے وغیرہ۔

۲ء۳ء۲۔ حسن عشرت (بیوی سے حسن سلوک اور اخلاق سے گزر بسر کرنا)

سیرت النبی ﷺ کا مطالعہ کرنے سے ہمیں حضور اکرم ﷺ کی عائلی زندگی سے یہ حقوق ملتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ ہمیشہ حسن سلوک واخلاق سے زندگی بسر فرمائی، اور اسی طرح حسن اخلاق کا عملی نمونہ پیش کرتے ہوئے ہمیشہ کے لیے یہ تربیت فرمائی کہ زوجہ کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آنا زوجہ کے حقوق اور مرد کے فرائض میں شامل ہے۔ ازواج مطہرات کے مابین ہم آہنگی اور الفت ومحبت کو فروغ دینا، انہیں محبت دینا، ان کے ساتھ لاڈ فرمانا اور ان سے مزاح فرمانا آپ کا معمول تھا، تاکہ ایک اخلاق ومحبت والا معاشرہ قائم کیا جائے، اس بابت سیرت طیبہ سے ہمیں کئی واقعات ملتے ہیں۔ اسی طرح ازواج مطہرات سے وفا کرنا، اور اگر ان میں سے کوئی اس جہان فانی سے رخصت ہو جائے اس کو اچھے الفاظ میں یاد کرنا، ان کی اچھائیاں بیان کرنا بھی سیرت طیبہ سے ثابت ہے۔ جیسا کہ آپ سیدہ خدیجۃ الکبری کا تذکرہ اس قدر فرماتے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ غیرت فرمانے لگتیں۔ الغرض آپ ﷺ کی ذات مبارکہ اس باب میں سب سے بہترین ذات مبارکہ ہے، بے شک

[20] ابی داؤد، سلیمان بن اشعث، **السنن** (بیروت: دارالفکر)، رقم: ۲۱۳۵، ۲: ۲۴۲۔

[21] احمد بن حنبل، **المسند**، رقم: ۱۲۲۸۹، ۳: ۱۲۵۔

آپ مخلوق میں سب سے زیادہ اپنے اہل وعیال سے بہترین سلوک فرمانے والے ہیں، جیسا کہ سیرت طیبہ سے ثابت ہے اور حدیث مبارکہ میں اسی کی تائید ملتی ہے، ارشاد نبویؐ ہے"

خيركم خيركم لأهله و أنا خيركم لأهلي۔[22]

ترجمہ: تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کے لیے بہتر ہے۔ اور میں تم میں سب سے زیادہ اپنے اہل خانہ کے لیے بہتر ہوں۔

آپؐ اپنی زوجات کے نا صرف معاملات میں ہمہ قسم کے لاڈ کو برداشت فرماتے بلکہ ان کے مزاج کے مطابق بھی زندگی بسر فرماتے، تاکہ ان کو خوش رکھا جائے اور ایک اچھا ماحول قائم رہے جس سے اچھا معاشرہ وجود میں آئے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ آپؐ نے حضرت عائشہ صدیقہ کے ساتھ دوڑ لگائی۔ اور اسی طرح جب حبشہ سے کچھ لوگ آئے اور انھوں نے اپنے مخصوص انداز میں خوشی کا اظہار کیا تو آپؐ نے حضرت عائشہ کو وہ منظر دیکھنے کے لیے بلایا اور پردے کے پیچھے کھڑا کر کے یہ منظر دکھایا۔ حدیث مبارکہ میں ہے

أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ يَوْمًا عَلَى بَابِ حُجْرَتِي وَالْحَبَشَةُ يَلْعَبُونَ فِي الْمَسْجِدِ وَرَسُولُ اللهِ يَسْتُرُنِي بِرِدَائِهِ أَنْظُرُ إِلَى لَعِبِهِمْ۔[23]

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ایک روز میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے حجرے کے دروازے پر دیکھا اور حبشی مسجد میں کھیل رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی چادر میں چھپا کر مجھے ان کا کھیل دکھایا۔

سیرت طیبہ سے یہ بھی ملتا ہے کہ آپ اپنی زوجات سے محبت فرمانے کے ساتھ ساتھ عملی طور پر اظہار بھی فرماتے جیسے آپ ﷺ برتن کے اس مقام سے پانی نوش فرماتے جس جگہ سے زوجہ مطہرہ نے پانی نوش فرمایا ہوتا۔ اسی طرح سیرت رسول ﷺ سے ہمیں اکرام زوجہ ملتا ہے۔ آپؐ اپنی ازواج کو عزت واحترام دیتے اور ان سے مزاح فرماتے۔ ان کے ساتھ گھر میں کام کاج میں بھی مدد فرماتے۔ اس سلسلے میں چند احادیث درج ذیل ہیں۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضي الله عنها فرماتی ہیں: **أشرب وأنا حائض ثم أناوله النبی فيضع فاه علی موضع فی فيشرب۔**[24] حیض کی حالت میں، میں پیا کرتی تھی پھر نبی اکرم ﷺ کو (برتن) پیش کرتی تھی، پس آپ وہیں سے نوش فرماتے جس جگہ سے میں نے پیا ہوتا۔ ایک اور حدیث پاک میں ہے: حضرت عروہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ سے رحمت دوعالم ﷺ کے گھر میں معمولات کے بارے پوچھا تو آپ نے فرمایا: **يخيط ثوبه ويخصف نعله ويعمل ما يعمل الرجال فی بيوتهم۔**[25] ترجمہ: آپ لباس مبارک کو سیتے ہیں، اپنے جوتوں کو گانٹھ لگاتے ہیں اور مرد گھروں میں جو کام کرتے ہیں وہ آپ فرماتے ہیں۔

---

[22] ترمذی، محمد بن سورہ بن شداد، **الجامع** (بیروت: دار احیاء التراث العربی، ۱۹۳۸م)، رقم: ۳۸۹۵، ۵:۵۰۹۔

[23] بخاری، محمد بن اسماعیل، **الصحیح**، رقم: ۴۴۳، ۱:۱۷۳۔

[24] مسلم بن حجاج، **الصحیح**، رقم: ۳۰۰، ۱:۲۴۵۔

[25] ابن حبان، محمد بن حبان، **الصحیح** (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۴۰۸ھ) رقم: ۵۶۷۷، ۱۲:۱۴۹۰۔

الغرض سیرت طیبہ بیویوں کے ساتھ حسن سلوک اور ان کے ساتھ ایک اعلیٰ مثالی معاشرہ قائم کرنے کیلئے عصر حاضر میں بھی بہترین نمونہ ہے، جس پر عمل ہم کر کے دونوں جہانوں میں سرخرو ہو سکتے ہیں، اور بڑھتی ہوئی شرح طلاق کو بھی نا صرف کم کیا جاسکتا ہے بلکہ کافی حد تک کنٹرول کیا جاسکتا ہے۔

۳. نتائج بحث

اس علمی بحث سے جو نتائج سامنے آئے ہیں ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

* رحمت دوعالم ﷺ کی ذات مبارکہ ایک کامیاب عائلی زندگی گزارنے کیلئے بہترین نمونہ ہے، اس کے بغیر یہ ناممکن ہے۔
* باوجودیکہ آپ ﷺ کی حیات طیبہ مصروف ترین تھی، مگر آپ نے اپنی تمام زوجات مطہرات کو برابر حقوق دیئے اور کسی قسم کی کمی نہیں چھوڑی۔
* سیرت طیبہ کی تعلیمات آج بھی ایک کامیاب فلاحی معاشرہ قائم کرنے کیلئے اسی طرح اہمیت کی حامل ہیں جیسے کل تھیں۔
* رحمت دوعالم ﷺ کا اخلاق مبارک اس اعلیٰ درجے پر فائز ہے کہ زندگی کے ہر شعبے میں آپ ﷺ کی سیرت طیبہ سے رہنمائی لی جاسکتی ہے۔
* رحمت دوعالم ﷺ کی اتباع میں ہی دنیا و آخرت کی فلاح و کامیابی ہے۔
* سیرت طیبہ میں بیویوں کے حقوق میں سے مالی و غیر مالی حقوق دونوں شامل ہیں جو مرد حضرات پر لازم ہیں تاکہ ایک معیاری و مثالی معاشرہ قائم کیا جاسکے۔
* سیرت طیبہ میں موجود بیویوں کے حقوق کو عملی جامہ پہنا کر کئی گھروں کو برباد ہونے اور بے سکونی سے بچایا جاسکتا ہے اور طلاق کی بڑھتی ہوئی شرح کو قابو کیا جاسکتا ہے جو کہ عصر حاضر کا اہم تقاضا ہے۔

۴. عصر حاضر میں میاں بیوی کے بہتر تعلقات کے لئے تجاویز

* ملکی سطح پر عوامی سیمینارز، ورکشاپس اور سیرت کانفرنسز کا انعقاد کیا جائے۔ جن میں سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں میاں بیوی کے تعلقات کو مزید بہتر بنانے کے پہلوؤں کو اجاگر کیا جائے۔
* جدید ذرائع؛ سوشل، الیکٹرنک اور پرنٹ میڈیا کے ذریعے عوام میں بیوی کے حقوق کے شعور کو بیدار کیا جائے۔ اس میں حکومت کی طرف سے الیکٹرانک و سوشل میڈیا پر تصاویری اور ویڈیو اشتہارات، سوشل میڈیا پر اشتہارات اور ایس ایم ایس کمپنیوں کی ذریعے عوام میں ایس ایم ایس چلائے جائیں۔
* گورنمنٹ ائمہ و خطباء پر لازم کرے کہ وہ وقتاً فوقتاً جمعہ پر بیوی کے حقوق پر خطاب کریں۔
* گورنمنٹ جلیل القدر علماء سے بیوی کے حقوق پر مکمل قانون بنوائے اور اسے نافذ کیا جائے۔
* نویں کلاس سے لے کر ماسٹر لیول تک، ہر قسم کی تعلیمی ڈگری میں حقوق کے اسباق پڑھائے جائیں اور یہ نصاب جید علماء سے تیار کروایا جائے۔
* حکومت جید علماء سے سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں بیوی کے حقوق پر ایک مختصر مسودہ تیار کروائے جو نکاح خواں نکاح پڑھانے کے ساتھ وہ مسودہ پڑھ کر سنائے، اور اسی طرح یونین کونسل کے تحت ہر یونین کونسل میں نکاح، طلاق و بیوی و خاوند سے متعلقہ تمام حقوق پر نئے رجسٹرڈ ہونے والے نکاح فارم کے حامل افراد کیلئے سیمینار منعقد کرایا جائے، جس میں ان کی شرکت لازمی ہو، بصورت دیگر نکاح فارم ایشو نا کیا جائے جب تک یہ سیمینار اٹینڈ نا کیا ہو، تاکہ ہر مسلمان کو شادی سے قبل حقوق زوجین سے شناسائی ہو اور شریعت کے مطابق اپنی زندگی گزار سکے جس میں فلاح دارین بھی ہے اور بہت سے گھروں کو اس طریقے سے تباہ و برباد ہونے سے بچایا جاسکتا ہے۔

* حکومت مکمل ایک سال بیوی کے حقوق کے نام سے مختص کرے اور اس سال میں حکومتی و نجی اداروں، مساجد، انسٹیٹیوٹس، خانقاہوں، تعلیمی اداروں میں باقاعدہ جید علماء سے بیوی کے حقوق پر لیکچرز کروائے جائیں۔ اور پبلک جگہوں، پارکس، مارکیٹس، سائن بورڈز، گاڑیوں، رکشوں، ٹرانسپورٹ؛ ریلوے، جہاز وغیرہ کے ٹکٹس وغیرہ پر بیوی کے حقوق کی آگہی کے لئے اشتہارات آویزاں کئے جائیں اور مختصر اشتہارات چھپوا کر عوام الناس میں تقسیم کئے جائیں۔

کتابیات

بیہقی، احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ، **السنن الکبری** (المکۃ المکرمۃ: مکتبہ دار الباز، ۱۴۱۴ھ)۔

مسلم بن الحجاج القشیری، **الجامع الصحیح** (بیروت د: ار احیاء التراث العربی، ۱۳۷۴ھ)۔

بخاری، محمد بن اسماعیل، **الصحیح** (بیروت: دار ابن کثیر، الیمامۃ، ۱۴۰۷ھ)۔

بیہقی، احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ، **السنن الصغری** (الریاض: مکتبۃ الرشد، ۱۴۲۲ھ)، رقم: ۲۶۵۰، ۶:۳۱۶۔

ابو داوود، سلیمان بن الاشعث، **السنن**، رقم الحدیث، ۱۹۰۵، (بیروت، دار الفکر) ۲:۱۸۵۔

ترمذی، محمد بن سورہ بن شداد، **الجامع** (بیروت: دار احیاء التراث العربی، ۱۹۳۸م)۔

ابن حبان، محمد بن حبان، **الصحیح** (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۴۰۸ھ)